

اس وقت، زم وزیر اعظم مناسب نہیں؟

دوسری جنگ عظیم، برطانیہ کو آہستہ نگل رہی تھی۔ ہٹلر تیزی کے ساتھ یورپ کی اینٹ سے اینٹ بخار ہاتھا۔ فرانس، پولینڈ، ہالینڈ اور دوسرے یورپیں ممالک کو طاقت کے سہارے فتح کر چکا تھا۔ 1940 کا یہ وقت، یوکے کی حکومت پر بہت بھاری تھا۔ ملک کا وزیر اعظم، چمبرلین استعفی دے چکا تھا۔ اتنے مشکل وقت میں کوئی بھی سیاستدان تاریخ کے ہاتھوں رسوا ہونے کیلئے تیار نہیں تھا۔ اس نازک ترین دور میں قرعہ فال نوٹھن چرچل کے نام نکلا۔ طاقت کے ایوانوں میں چرچل ایک ناپسندیدہ انسان تھا۔ مونہہ پھٹ، ضدی اور اپنے سیاسی مخالفین کے متعلق ادنیٰ فقرے کہنا اسکا معمول تھا۔ ساتھ ساتھ ہر وقت میں نوشی میں مصروف یہ انسان، کسی صورت میں جنگ کے دوران وزارتِ عظمی کا حقدار نہیں تھا۔ مگر حالات اور واقعات پر کسی کا ضبط نہیں ہوتا۔ چرچل، وزیر اعظم بن گیا۔ مگر ایک انہائی نازک مرحلہ باقی تھا۔ بادشاہ وقت، جارج، ادھیڑ عمر چرچل کا جانی دشمن تھا۔ چرچل، اسکے بھائی کا مد دگار تھا جس نے امریکی بیوی کی بدولت، بادشاہت چھوڑ نازیادہ اہم سمجھا تھا۔ مگر بادشاہ انکا نہیں کر سکتا تھا۔ اسیے کہ چرچل تمام سیاسی جماعتوں کا تقریباً متفقہ امیدوار تھا۔ بادل نواخواستہ، قاعدے کے مطابق، بادشاہ نے چرچل کو کھنگم پیلس مدعو کیا۔ یہ ملاقات ہرگز ہرگز خوشگوار نہیں تھی۔ رسمی سی گفتگو میں جارج نے چرچل سے پوچھا کہ روایات کے مطابق، اسے ہر ہفتہ کھانے پر آنے کیلئے کون سا وقت بہتر محسوس ہوگا۔ بادشاہ کے ذہن میں دو پھر کا وقت پہلے سے موجود تھا۔ مگر چرچل نے فوراً انکار کر دیا کہ دو پھر کو وہ ایک گھنٹہ سوتا ہے۔ لہذا اسکے لیے دو پھر کا لمح تھوڑا سا مشکل ہے۔ جارج از حد ناراض ہو گیا۔ مگر وہ کچھ کرنہیں سکتا تھا۔ میٹنگ ختم ہونے کے بعد بادشاہ نے ذاتی ٹاف کو بلا کر کہا کہ چرچل کا اس وقت، برطانیہ کا وزیر اعظم بننا ملکی امیری ہے۔ یوکے میں خالص جمہوریت تھی، اسیے بادشاہ، وزیر اعظم کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ آہستہ آہستہ جنگ کے بادل گھرے ہوتے چلے گئے۔ ہٹلر نے لندن اور ارڈگر کے علاقوں پر فضائی حملے کر کر قیامت برپا کر دی۔ شہر کو راکھ کا ڈھیر بنادیا۔ چرچل، ہر حملے کے بعد باہر نکلتا۔ وی کا نشان بناتے ہوئے لوگوں کے پاس جاتا اور انکی ہمت بڑھانا شروع کر دیتا۔ مگر یہ سب کچھ کافی نہیں تھا۔ سابقہ وزیر اعظم چمبرلین، ہیلی فنکس، لارڈ ایٹلی تمام سیاسی حریف جنگی کا بینہ کا حصہ تھے۔ انکا خیال تھا کہ چرچل ایک دیوانہ ہے اور برطانیہ کو ہٹلر کے ہاتھوں فنا کروادیگا۔ یہ گھاگ سیاستدان، ہٹلر سے صلح کرنا چاہتے تھے۔ انکے سامنے، صرف ایک ضدی آدمی کھڑا تھا، جس کا نام چرچل تھا۔ وہ ہر وقت کہتا تھا کہ یوکے کبھی بھی ہتھیار نہیں ڈالے گا۔ صلح بھی نہیں کریگا۔ معاملہ اس قدر سمجھیدہ ہو گیا کہ چرچل کو لگا کہ کہیں وہ غلط فیصلے تو نہیں کر رہا۔ بار بار ذہن میں خیال آتا تھا کہ کہیں مسلسل جنگ کے فیصلے سے برطانیہ ختم نہ ہو جائے۔ رات کے ہر لمحے میں سوچتا رہتا تھا کہ اسے کیا کرنا چاہیے۔ حد درجہ گوگوکی کیفیت میں چلا گیا تھا۔ ایک طرف پوری برطانوی سلطنت کی بقاء، وجود اور دوسری طرف صرف اسکا صلح نہ کرنے کا فیصلہ۔ چرچل حد درجہ ذہنی مشکل سے گزر رہا تھا۔

اسی دورانیہ میں، ایک رات کو چرچل سونے کی ناکام کوشش کر رہا تھا کہ ٹاف نے آکر بتایا کہ ایک انہائی غیر متوقع مہمان

آیا ہے۔ رات کے تین بجے کا وقت تھا۔ چرچل پریشان ہو گیا۔ اس وقت، مہماں، کون ہو سکتا ہے۔ بیوی خواب گاہ سے پریشانی کے عالم میں باہر گئی اور مزید پریشانی میں بھاگتی ہوئی واپس آئی۔ برطانیہ کا شہنشاہ جارج ملاقات کیلئے آیا ہوا ہے۔ چرچل، سونے والے کپڑوں میں ملبوس تھا۔ بیوی نے کہا کہ بادشاہ کمرے کی طرف آرہا ہے۔ ابھی با تیں ہو، ہی رہی تھیں کہ جارج خواب گاہ میں داخل ہو گیا۔ چرچل نے معدرت سے کہا کہ اس نے مناسب کپڑے نہیں پہنے ہوئے۔ بادشاہ کا استقبال بھی نہیں کرسکا۔ جارج نے کوئی بات نہیں کی۔ پنگ پر چرچل کے ساتھ بیٹھ گیا۔ پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو، کہ میں اس وقت کیوں آیا ہوں؟ چرچل نے نفی میں جواب دیا۔ ویسے چرچل کے ذہن میں تھا کہ جنگ میں شکست دیکھ کر بادشاہ ملک سے فرار ہونا چاہتا ہے۔ مگر ایسا کچھ بھی نہیں تھا۔ بادشاہ نے یکسوئی سے کہا وسٹن، میں کبھی نہیں چاہتا تھا کہ تم جیسا انسان، برطانیہ جیسی عظیم مملکت کا وزیر اعظم بنے۔ یقین تھا کہ تمہارے جیسے لوگ ملکوں کو برباد کر دیتے ہیں۔ مگر آج میں تمہیں انسانی حیثیت میں کچھ بتانے آیا ہوں۔ ناپسندیدگی سے بالآخر ہو کر مشورہ دینے آیا ہوں۔ چرچل خاموشی سے با تیں سر جھکا کر سن رہا تھا۔ بادشاہ نے کہا، چرچل، تم نے جرمی کے نیچے نہیں لگنا۔ صلح نہیں کرنی اور استغفاری نہیں دینا۔ کسی بھی صورت میں کسی دباؤ میں نہیں آنا۔ وزیر اعظم دم بخود تھا۔ مگر کیوں، چرچل نے انتہائی سنجیدگی سے پوچھا۔ میری کابینہ کی اکثریت اب صلح کا مشورہ دے رہی ہے۔ بادشاہ نے حیران کن جواب دیا۔ وسٹن، تم واحد برطانوی وزیر اعظم ہو، جسکے نام سے ہٹلر کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے۔ جب تم وزیر اعظم بنے تو برطانیہ کے تمام دشمن ممالک کے سربراہان گھبرا گئے تھے کہ یہ شخص حد درجہ ضدی، غصیل اور ہٹ دھرم ہے۔ سیاسی قدر کاٹھ بھی رکھتا ہے۔ مشکل فیصلے بھی کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ اسے کسی صورت میں وزیر اعظم نہیں بننا چاہیے۔ ہٹلر نے تمہارے وزیر اعظم کے بعد، لندن پر بمباری کر کے قیامت برپا کر دی ہے۔ کیوں، صرف اسلیے کہ تمہارے جیسا انسان ہی وہ ہمت رکھتا ہے کہ مشکل ترین حالات میں اعصاب پر قابو پا کرنا ممکن فیصلے کر سکتا ہے۔ لہذا دوست کی حیثیت سے مشورہ ہے کہ اپنے فیصلوں پر ڈٹے رہو۔ یہ سب کچھ کہہ کر بادشاہ، واپس چلا گیا۔ چرچل کے ذہن سے گوگوکی کیفیت بھر پور طریقے سے ختم ہو گئی۔ ساری رات جاگ کر گزاری۔ صبح اعلان کر دیا، کہ برطانیہ ہر قیمت پر جنگ جیتے گا۔ اسے ہٹلر ہرگز ہر انہیں سکتا۔ جارج اور چرچل کی صرف ایک ملاقات نے جنگ کا پانس اپلٹ دیا۔ دو سے تین سال کے عرصے میں برطانیہ نے ہٹلر کو شکست فاش دی۔

جنگ میں مصروف برطانیہ اور آج کے پاکستان میں چند عناصر، حیرت انگیز طور پر یکساں ہیں۔ خیر، دوسرا جنگ عظیم تو نہیں ہو رہی۔ مگر ہمارے ملک کے دو صوبوں میں بھر پور یورش جاری ہے۔ ہمسائے ممالک، ہندوستان اور افغانستان، ہر صورت میں ہماری سلیمانیت کے خلاف ہیں۔ انکی طرف سے مالی اور جنگی امداد سے بلوچستان اور کے پی کے اہم ترین حصے حالتِ جنگ میں ہیں۔ فاماں سوائے نیوی کے، ہر طریقے سے جنگ جاری ہے۔ جسے ہم کافی حد تک جیت چکے ہیں۔ ہماری طاقت و فوج نے دہشت گردی کے جن کو مکہم حد تک بوتل میں بند کر رکھا ہے۔ کراچی جیسے نازک شہر میں بھی امن قائم ہو چکا ہے۔ اس وقت تمام دشمن ممالک کی ایک ہی تمنا ہے، خواہش ہے۔ اپنی مرضی کا وزیر اعظم۔ دوسرا، فوج اور سیاسی حکومت کے ما بین چپکش۔ بھارت، اسرائیل، افغانستان کو علم ہے کہ جب تک یہ دو کام نہیں کیے جاتے، پاکستان کو مکمل طور پر برباد کرنا ممکن نہیں۔ انہیں ایسا وزیر اعظم چاہیے ہی نہیں جو آزادانہ فیصلے کر سکے اور اسکے ریاستی

اداروں سے بہترین تعلقات ہوں۔ اس عجیب و غریب لمحے میں، وزارتِ عظمیٰ عمران خان کے پاس ہے۔ چرچل کی طرح وہ بھی ایک ضدی، ہٹ دھرم اور آناپرست انسان ہے۔ اسکی مشاورت کا عمل بھی مناسب نہیں لگتا۔ سیاسی پختگی بھی خام ہے۔ ہزار خرابیاں موجود ہیں۔ مگر وہ آزادانہ فیصلے کرنے کی ہمت رکھتا ہے۔ ریاستی اداروں کے ساتھ بیٹھ کر وہ ایسے ہمت والے کام کرنے کی استطاعت رکھتا ہے جو اسکے سیاسی حریفوں کے پاس ہرگز موجود نہیں ہے۔ اسکا کوئی کاروبار نہیں ہے۔ اسکے دل میں یہ بھی موجود نہیں ہے کہ اسکی اولاد، وقت کے ساتھ حکومت سنبھالے۔ قرائیں ہیں کہ وہ یکسوئی کے ساتھ ملکی منفعت کیلئے کام کرنا چاہتا ہے۔ جنگِ عظیم دوم کی طرح، وہ ایسا شخص ہے جو ناک حالات میں مشکل فیصلے کرنے کی جرات رکھتا ہے۔ ہرگز یہ عرض نہیں کر رہا کہ وہ ایک مثالی سیاستدان یا مثالی وزیر اعظم ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اسکے متعدد غلط فیصلے کرنے کی صلاحیت اسے سیاسی ہریت کا سامنا کرو رہی ہے۔

ویسے ایک نکتہ اور بھی ہے۔ یہ ”نازک حالات“، کا استعارہ ہماری قومی بدستوری رہا ہے۔ 1947 سے لیکر آج تک ہر وقت ہمیں یہی بتایا جاتا ہے کہ حالات بہت زیادہ نازک ہیں۔ خیریہ ہمارا مقدر ہے کہ تھتر برس سے ہم ایک عذاب سے نکلتے ہیں تو دوسرا عذاب، جڑے کھولے ہمارے انتظار میں ہوتا ہے۔ فقط سالی پر قابو پانے کی کوشش ختم نہیں ہوتی، تو سیالب ہماری خوشحالی اور خوابوں کو بہا کر لیجاتا ہے۔ عجیب بات ہے کہ عوام کی فلاح کیلئے خزانہ ہر وقت خالی رہتا ہے۔ مگر سیاسی رہنماؤں کی دولت میں بھرپور اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ سابقہ وزراء اعظم کے بیٹوں کے کاروبار، لندن سے لیکر اسرائیل اور ہندوستان تک پھیل جاتے ہیں۔ سینما کی ٹکمیں بیچنے سے اٹھنے والا، فرانس میں محلات خرید لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح، ایک سابقہ وزیر اعظم کے بیٹے کے اکاؤنٹ سے یک دم، سو کروڑ رقم آجائی ہے۔ ان اکابرین کے ساتھ ساتھ، انکے چیلے چانٹے سائیکل سے لینڈ کروزر کا سفر، صرف اور صرف دس سال کے جہوری عذاب میں طے کر لیتے ہیں۔ فٹ پاتھ سے اٹھ کر یہ مصاحبین ہاؤسنگ کالونیوں، پلازوں اور بیش قیمت زمین کے مالک بن جاتے ہیں۔ مخصوص افراد، بھلی، کھاد اور چینی کے کارخانوں سے ناجائز دولت کے پھاڑکھڑے کر لیتے ہیں۔ ان محیر العقول مجرموں سے قوم کا مستقبل اور حال بر باد ہو کر رہ چکا ہے۔ اس وقت، ان تمام قائدین اور حواریوں کو ایک نرم وزیر اعظم چاہیے۔ جو انکے دباو میں آ کر فیصلے کرے۔ انہیں ماضی کی طرح، ہر جرم کی معافی ملتی رہے۔ مگر یہ ضدی، ہٹ دھرم عمران خان انکے ہر منصوبے کے سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ یہ بیوقوفی کی حد تک نقصان دہ فیصلے کر سکتا ہے۔ مگر ایک بات ذہن میں رکھیے۔ تمام سیاسی مسائل ایک طرف، تمام جماعتوں ایک طرف، یہ واحد سیاستدان ہے جسکے وزیر اعظم بننے سے ہمارے دشمن ممالک کے دلوں میں خوف محسوس ہوا ہوگا۔ بڑے عرصے کے بعد انکے ذہنوں میں آیا ہوگا، کہ یہ ہٹ دھرم وزیر اعظم، ملک کو مستحکم کرنے کیلئے مشکل سے مشکل فیصلہ کر سکتا ہے۔ اصل مسئلہ ہی اب یہ ہے! آگے آپ خود سوچ سکتے ہیں۔

رأو منظر حیات